میں کوئی فعل نہیں ہے بلکہ صرف خبر ہے۔ لہٰذا ایسا جملہ جس میں کوئی خبر ہو، اُسے جملۂ اسمیہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس میں کسی اسم یا ضمیر کی خبر ہوتی ہے اور وہ جملہ جس میں کسی اسم کا کام بتایا جا رہا ہے، وہ جملۂ فعلیہ کہلاتا ہے۔

سوال ۵: درج ذیل جملوں میں جملۂ اسمیہ اور جملۂ فعلیہ کی نشان دہی کیجیے:

۱- راشد بیمار ہے۔ ۲- افشاں مضمون لکھ رہی تھی۔

۳- ہم فٹ بال کھیل رہے ہیں۔ ۴- وہ مصروف ہے۔

سرگرمیاں

(۱) اس سبق کے اہم نکات پر مشتمل ایک چارٹ بنائیں۔

(۲) قومی ہم دردی کے موضوع پر استاد کی رہ نمائی میں تقریری مقابلہ کریں۔

✽ مضمون، نثر کی وہ صنف ہے جس میں کسی متعین موضوع پر اپنے خیالات اور جذبات واحساسات کا تحریری اظہار مضمون کہلاتا ہے۔ مضمون کے لیے موضوع کی کوئی قید نہیں۔ دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون لکھا جا سکتا ہے۔ مضمون کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔

(۱) زیرِ بحث مسئلے کا تعارف (۲) حمایت یا مخالفت میں دلائل (۳) نتیجہ۔ ہر مضمون کے لیے نظم وضبط، توازن اور تناسب ضروری ہے۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) قومی ہم دردی کا جذبہ اُجاگر کرنے کے لیے طلبہ کو ممتاز سماجی شخصیات کی خدمات سے آگاہ کیجیے۔

(۲) قومی ہم دردی کا جذبہ عام کرنے کے لیے طلبہ کا تقریری مقابلہ کرائیے۔

مولانا محمد حسین آزاد

ولادت: ۱۸۳۰ء وفات: ۱۹۱۰ء

آپ کا نام محمد حسین، آزاد تخلص، شمس العلماء خطاب تھا۔ والد کا نام مولوی محمد باقر تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر ذوقؔ کے شاگرد ہوئے۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم دلّی کالج سے حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ برپا ہوگیا۔ آزاد کے والد کو ایک انگریز کے قتل کے الزام میں سزائے موت ہوگئی۔ آزادؔ نے بہ مشکل جان بچائی اور لکھنؤ پہنچ گئے۔ لیکن یہاں بھی حالات سازگار نہ پا کر لاہور آ گئے اور محکمۂ تعلیم سے منسلک ہوگئے اور درسی کتابیں تیار کیں۔ نیز گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی کے استاد رہے۔ لاہور میں انجمنِ پنجاب کے سیکریٹری کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ آزاد کی تصنیفات میں ”آبِ حیات، نیرنگِ خیال، دربارِ اکبری، قصصِ ہند، مکاتیبِ آزاد اور نظمِ آزاد“ قابلِ ذکر ہیں۔

رشتہ ناتا

حاصلاتِ تعلّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) مبتدا اور خبر کا فرق بیان کرسکیں اور جملے کی تقطیع کرسکیں۔
(۲) تخیّل کی بلندی اور تخلیقی صلاحیت کا اظہار کرتے ہوئے چار سو الفاظ پر مشتمل مضمون تحریر کرسکیں۔

رشتہ ایک خدائی پیوند ہے کہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ جو بات کہ خدا کی طرف سے ہو، ہم کو بھی چاہیے کہ اُس کی پیروی کریں اور اُس کی مضبوطی کو قوّت دیں۔ کیوں کہ علاوہ خوشنودیِ خدا کے، دنیا کے کل فوائد اور بہبود، اپنائیت اور یگانگت پر منحصر ہیں۔ مثلاً: اگر ماں باپ کو اپنے بچے کی محبت نہ ہو تو اُس کی پرورش ممکن نہیں۔ اسی طرح بھائی بہن، چچا، پھوپھی وغیرہ مختلف رشتے دار جو ہر طرح سے ہمارے کاروبار میں مُعین و مددگار ہوتے ہیں، اگر سب اپنی اپنی جگہ کنارے بیٹھے رہیں تو گزارہ دنیا میں نہ ہو سکے۔ دنیا کی ہر بات میں نزدیکی اور دوری کے رشتے ہیں۔ اُن کی رعایت اور پابندی کو قانونِ ادب کہتے ہیں۔

ادب اور تعظیم اور رعایت دنیا کی بہبود اور کارروائی کے لیے ناگزیر ہیں۔ اگر ہم کسی کے ساتھ بے ادبی یا بےتوجہی سے پیش آئیں گے تو ہمارا کون ادب یا وقت پر کام کرے گا۔

آج کل ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ جن پر طرح طرح سے ہمارے حقوق

ثابت ہیں وہ بھی اُن کی طرف لحاظ نہیں کرتے، چہ جائے کہ ہم اُن سے برخلافی کریں، یقین ہے کہ ہمیں زندگی دشوار ہو جائے۔

جو تم سے بڑا ہو، اُس کو بڑا سمجھو۔ جو تمھارا بزرگ ہو، اُس کی خدمت کرو، کیوں کہ جب تک تم اُس کی خدمت نہ کرو گے، اُس کے حق سے نہ ادا ہو گے۔ ایسا کون شخص ہے جو کوئی کمالِ ذاتی خود بہ خود حاصل کر بیٹھا ہو۔ جو نعمت یا قدرت دنیا میں حاصل ہوتی ہے، بزرگوں کے فیضِ پرورش سے حاصل ہوتی ہے۔ پس اُس کا شکریہ تم کو ادا کرنا واجب ہے تا کہ خدا اُس کے ثمرے سے تم کو کامیاب کرے۔

اگر بزرگ تم سے خوش ہوں گے، خدا تمھارا تم سے خوش ہوگا اور زیادہ تر عنایت وانعام فرمائے گا اور دنیا کے فوائد علاوہ اُس کے رہے۔ اُس میں سے ایک لطف یہ بھی ہوگا کہ جب تم بڑے ہو گے تو اُسی طرح تمھارے خرد تمھاری خدمت کریں گے۔ پس یہ سلسلہ خدمت گزاری اور بہرہ یابی کا دین و دنیا میں اسی طرح جاری رہے گا، جس سے دونوں جہان کی راحت اور نعمت حاصل ہوگی۔

اگر تم اپنے ماں باپ سے خودسر رہے ہو تو عجب نہیں کہ تمھاری اولاد بھی تم سے سرکش رہے۔ اس وقت نہ عقل مندوں کے نزدیک، نہ خدا کی جناب میں کہیں تمھارا دعویٰ پیش کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ تم نے اپنے بزرگوں سے کیا سلوک کیا جو آج اپنے خُردوں سے توقع رکھتے ہو۔ یہ مفید قاعدہ دنیا میں اس لیے باندھا گیا کہ جس شخص کو بزرگ کی تعظیم کی عادت ہوگی، وہ خدا کی عبادت بھی دل سے کرے گا۔ جو ماں باپ کے حقوقِ پرورش اور محنت کو نہ مانے گا، وہ خدا کے حقوقِ نعمت کو کیا پہچانے گا، جو کہ آنکھوں سے بھی غائب ہے اور دیتا لیتا ہوا دکھائی بھی نہیں دیتا۔

اوّل مرتبہ بزرگی کا دنیا میں خدا کا ہے جس نے تمھیں پیدا کیا اور اس دنیا کو پیدا کیا جو تمھاری ضروریات سے مالا مال ہے۔ اُس معبود کی عبادت اور اطاعت بہ ہر حال واجب اور فرضِ عین ہے۔ دوسرا مرتبہ اُن کا ہے جو دنیا میں ذریعہ ہماری پیدایش اور پرورش کا ہیں، جن کی بہ دولت ہم نیستی سے ہستی میں آئے۔ اُنھوں نے ہمیں پرورش کیا، ہمارے ظاہر و باطن کے بنانے اور سنوارنے میں کوشش کی۔ جتنی اطاعت و تعظیم آدمی سے ہو سکے، ان کے لیے بجالانی چاہیے۔ اُن کے احکام فقط ہمارے فائدے اور آرام کے لیے ہیں۔ اُن کے خوش کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور درحقیقت وہ اپنی اطاعت انھی اُمورات میں چاہتے ہیں جو ہمارے واسطے دین دنیا میں باعثِ راحت و آرام ہیں۔ تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لڑکے اپنے ماں باپ کی اطاعت میں رہے، وہ صاحبِ اقبال ہوتے ہیں اور جو اُن سے برگشتہ رہتے ہیں، وہ ہمیشہ بداقبال اور ذلیل و خوار رہتے ہیں۔ اگر زمانے کے حالات کی طرف غور کریں تو ہزاروں مثالیں اس طرح کی نظر آئیں گی۔ صورت اُن کی اطاعت کی یہ ہے کہ اُن کی خدمت میں حاضر رہو، اُن کی مرضی اور خوش نودی کی جستجو رکھو کہ جس طرح اُن کا جی چاہتا ہے، وہی کام تم سے عمل میں آئے۔ اگر اس طرح نہ معلوم ہو تو عرض کر کے دریافت کرو اور جس طرح حکم دیں عمل کرو۔ اگر اتفاقاً کسی سبب سے انھوں نے ایک کام کو نہ کہا ہو، لیکن تم سمجھتے ہو، پس اُس کے سرانجام میں دل سے کوشش کرو۔

نِشَست و برخاست میں اُن کی تعظیم کرنی چاہیے، اُنھیں آپ سلام کرنا چاہیے، اُن کے سامنے بہت بولنا نہیں چاہیے، اُن کی بات کو رد کرنا نہیں چاہیے، اُن کے سامنے باادب بیٹھنا چاہیے، اُن کے آگے نہیں چلنا چاہیے۔ اُستاد کا رتبہ بھی باپ کے

برابر ہے۔ باپ پرورشِ جسمانی کرتا ہے اور استاد پرورشِ روحانی۔ ماں باپ کھلا پلا کر جسم کی پرورش کرتے ہیں، اُستاد نعمتِ علم سے روح کو پرورش اور تربیت دیتا ہے۔ ماں باپ کے علاقے سے دو سلسلے قرابت کے جاری ہوتے ہیں یعنی ددھیال اور ننھیال، دادا دادی، نانا نانی کے باب میں اتنا کافی ہے کہ جب وہ ماں باپ کے بزرگ ہیں تو تم کو بھی اُن کا ادب کرنا واجب ہے، کیوں کہ وہ بزرگوں کے بزرگ ہیں اور چوں کہ اُن کا رتبہ اور عقل بہ نسبت ماں باپ کے بھی زیادہ تر پختہ ہے، اس لیے اُن کی پیروی اور اطاعت زیادہ تر فائدہ مند ہوگی۔ چچا چچی تمھارے ماں باپ کی جگہ ہیں، کیوں کہ جس دادا دادی کی اولاد تمھارا باپ ہے، اُسی کی اولاد وہ ہیں۔ تمھاری نام وَری یا بھلائی سے ان کی بھی نام وری و نیک نامی ہے اور تمھاری بدنامی میں ان کی بھی بدنامی۔ تمھارا اور اُس کا خون شریک ہے، اس واسطے اگر باپ نہ ہوگا تو تمھاری ہر بات پر اُس کا خون بھی ویسا ہی جوش کھائے گا جیسا تمھارے باپ کا۔ جیسا کہ اُس کو اپنی اولاد سے اُمید فائدے کی ہے، تمھاری پرورش سے بھی وہی اُمید ہے۔ اس واسطے تم کو اُس کے باب میں بھی وہی تعظیم کی نظر رکھنی چاہیے جیسی باپ کے ساتھ۔ چچا تمھارا اگر تم سے عمر میں چھوٹا ہو تو بھی اُس کی تعظیم کرو، کیوں کہ اُس کا رشتہ بڑا ہے۔ تمھارے دادا کا بیٹا ہے اور تمھارے باپ کا بھائی۔ ہاں اگر کئی چچا ہوں تو اُن میں آپس میں چھوٹے بڑے کا فرق رکھنا ضرور ہے۔

پھوپھی اور پھوپھا کو بھی ماں باپ کے برابر سمجھنا چاہیے۔ مثل مشہور ہے کہ ماں بیٹے دو ذات، پھوپھی بھتیجے ایک ذات۔ باپ اور پھوپھی ایک باپ کی اولاد ہیں، اس لیے ایک ذات ہیں اور ماں کبھی غیر ذات سے بھی ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ پھوپھی

اکثر بھتیجے کو بہت پیار کرتی ہے۔ پس تم کو بھی ویسا ہی اُس کا حق پہچاننا چاہیے۔ تم اُن کا حق ادا کرو۔ اُن کا حق تم پر یہ ہے کہ اُن کی خدمت اور تعظیم کرو۔ تمھارا حق اُن پر یہ ہے کہ تم پر شفقتِ بزرگانہ رکھیں۔

اسی طرح ماموں ممانی، خالو خالہ، سب بزرگ ماں باپ کے برابر ہیں۔ اکثر ماموؤں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے بھانجوں کو خود پرورش کرتے ہیں اور ایسی محبت اُن سے کرتے ہیں کہ وہ ماں باپ کو بھول جاتے ہیں، بلکہ جب بچے ضد کرتے ہیں، ماں باپ تنگ ہو کر اُن پر خفا ہوتے ہیں، لیکن وہ اُنھیں خفگی اور تنبیہ سے بچاتے ہیں اور سب ناز اُن کے اُٹھاتے ہیں۔

تمھارا ہر ایک بھائی قوّتِ بازو ہے، لیکن مثل مشہور ہے کہ بڑا بھائی باپ برابر۔ جتنا تم سے بڑا ہو، اتنی ہی اُس کی تعظیم بھی زیادہ چاہیے۔ بڑے بھائی بہن تمھاری پرورش میں ماں باپ کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اُن کا حق تم پر واجب ہے۔ بہنوں کو یہ خیال بہت ہوتا ہے۔ اُن کا دل بہت نازک ہے۔ ہزاروں اُمیدیں اور آرزوئیں بھائیوں سے رکھتی ہیں۔

اگرچہ عورت اپنے خاوند کے گھر میں خوش حال ہو، لیکن جب اس کے باپ یا بھائی پر کوئی صدمہ ہوتا ہے تو گویا اُس کی جان پر صدمہ ہوتا ہے۔ دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ جو عورت دونوں گھروں یعنی خاوند اور ماں باپ کی طرف سے بے فکر ہوتی ہے، اُس کا دل خوشی سے باغ باغ ہوتا ہے۔ اُدھر کی بے فکری سے اِدھر اور اِدھر کی خوش حالی سے اُدھر حُرمت بڑھتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ بیٹا بیٹی سے زیادہ بھائی بہن پیارے ہوتے ہیں۔ واضح ہو کہ ماں باپ کے رشتے قدرتی ہیں اور اپنے اختیار سے

باہر ہیں، بزرگوں کی عقل پختہ اور تجربے کار ہوتی ہے، اس واسطے ان کی رائے کو بھی مقدّم سمجھنا چاہیے۔ بعد اس کے جاننا چاہیے کہ تمھارے ہر ایک رشتے دار کو آپس میں ایک دوسرے کا سہارا ہے۔

(ماخوذ از: مقالاتِ مولانا محمد حسین آزادؔ، جلد دُوُم)

مرتبہ: آغا محمد باقر

مشق

سوال۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) قانونِ ادب سے کیا مراد ہے؟

(ب) دنیا کی بہبود کے لیے کون کون سی چیزیں ضروری ہیں؟

(ج) اگر بزرگ تم سے خوش ہوں گے تو کیا ہوگا؟

(د) ماں باپ کی اطاعت کس طرح کرنی چاہیے؟

(ہ) جو اولاد اپنے ماں باپ کا کہا نہیں مانتی اس کا کیا انجام ہوتا ہے؟

سوال۲: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) رشتہ ایک پیوند ہے:

(۱) خدائی (۲) دنیاوی (۳) لازمی (۴) مصنوعی

(ب) بچّے کی پرورش ممکن نہیں اگر محبت نہ ہو:

(۱) بہن بھائی کو (۲) دوستوں کو

(۳) ماں باپ کو (۴) پڑوسیوں کو

(ج) دنیا کی ہر بات میں نزدیکی اور دوری کے ہیں:

(۱) نظارے (۲) رشتے (۳) احکامات (۴) مزے

(د) رشتوں کی رعایت اور پابندی کو کہتے ہیں:

(۱) قانونِ فلسفہ (۲) قانونِ شہادت

(۳) قانونِ کیمیا (۴) قانونِ ادب

(ہ) بزرگوں کی خدمت سے حاصل ہوتی ہے:

(۱) خدا کی خوش نودی (۲) دنیا کی دولت

(۳) عزت دار ملازمت (۴) دنیا کی نعمتیں

سوال۳: درست الفاظ لکھ کر خالی جگہیں پُر کیجیے:

(الف) تم اپنے ماں باپ سے خود سر رہے ہو تو عجب نہیں کہ تمھاری اولاد بھی تم سے .... رہے۔

(ب) جب تم .... ہوگے تو اُسی طرح تمھارے خُرد تمھاری خدمت کریں گے۔

(ج) جو نعمت یا قدرت دنیا میں حاصل ہوتی ہے .... کے فیضِ پرورش سے حاصل ہوتی ہے۔

(د) جس شخص کو بزرگ کی تعظیم کی عادت ہوگی، وہ .... کی عبادت بھی دل سے کرے گا۔

(ہ) اوّل مرتبہ بزرگی کا دنیا میں .... کا ہے۔

سوال۴: درست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) جو ماں باپ کے حقوقِ پرورش اور محنت کو نہ مانے گا وہ خدا کے حقوقِ نعمت کو کیا پہچانے گا۔ (   )

(ب) ماں باپ کو خوش کرنے سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ (   )

(ج) والدین کے احکام فقط ہمارے فائدے کے لیے ہیں۔ (   )

(د) استاد کا رتبہ باپ کے برابر نہیں ہے۔ (   )

(ہ) استاد نعمتِ علم سے روح کو پرورش اور تربیت دیتا ہے۔ (   )

سوال۵: ''اگر میں وزیرِ تعلیم ہوتا'' کے زیرِ عنوان چار سو الفاظ پر مشتمل مضمون لکھیے۔

جملے کے اجزا:

جملے کے اصل عنصر دو ہیں: ۱-مبتدا، ۲-خبر

مبتدا وہ شخص یا شے ہے جس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خبر، جو کچھ اس شخص یا شے کی نسبت ذکر کیا جائے۔

مثلاً: احمد آیا- وہ گیا

مبتدا	خبر
احمد	آیا
وہ	گیا

سوال۶: درج ذیل جملوں میں مبتدا اور خبر کی نشان دہی کیجیے:

اکرم گیا- بچہ کودا- بانو آئی- زین رویا- ابّو آئے

سرگرمی

طلبہ ننھیال اور ددھیال کے رشتوں کا چارٹ تیار کر کے کلاس میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) صلۂ رحمی کا مفہوم واضح کیجیے۔ (۲) رشتوں کے احترام کی ضرورت واہمیت اُجاگر کیجیے۔ (۳) طلبہ کو گروہوں میں تقسیم کیجیے۔ ہر گروہ کو دو دو پیراگراف ان سے متعلق سوالات کے ساتھ تفویض کیجیے کہ پڑھیں اور سوالات کے جواب تحریر کریں۔